بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

گزشتہ ماہ کے اواخر اور ماہ رواں کے اوائل میں قوم ایک اچانک بحران سے دوچار ہوتے ہوتے بچی، انتخابی اصلاحات کے ترمیمی بل ۲۰۱۷ء کو قومی اسمبلی اور سینیٹ سے منظوری کے لئے پیش کیا گیا اور جب یہ بل منظور ہوگیا تو بعض اراکین اسمبلی نے محسوس کیا کہ اس میں تو آٹے کے ساتھ گھن پسنے والی مثال کے مطابق اور بھی بہت کچھ متاثر ہوگیا ہے......چنانچہ نشان دہی کی گئی ۔مگر وہ ہلڑ بازی کا شکار ہوگئی ۔ کچھ لوگوں نے اس وقت نشان دہی کی جب بل پاس ہوگیا حالانکہ بل کی کاپی ان کے پاس بہت پہلے سے تھی، شاید اس عرصہ میں انہیں بھی علم نہ تھا کہ بل نے ختم نبوت کے مسئلہ کو بھی متاثر کیا ہے یا بقول بعض علم کے باوجود چپ سادھے رہے ......تاہم الحمد للہ کہ دیر آید درست آید، معاملہ اخفاء سے اظہار میں آیا اور پھر زباں زدِ خاص وعام ہوا۔

قومی اسمبلی میں شیخ رشید کی تقریر کے بعد بہت سے لوگوں نے بتایا کہ حلف نامہ کو اقرار نامہ سے بدل دیا گیا ہے......اور اس سے قادیانیوں کو راستہ مل رہا ہے۔

نشاندہی کے بعد عوام میں اشتعال کا پیدا ہونا فطری امر تھا......سوشل میڈیا اور پریس میڈیا میں احتجاج شروع ہوا......اور اس احتجاج میں جماعت اسلامی، جمعیت اہل حدیث، جمعیت علماء اسلام اور جمعیت ہائے علمائے پاکستان، جماعت ہائے اہلسنت، تحاریک ہائے اہل سنت، تنظیمات اہل سنت، انجمنان طلبہ اسلام، اور شیعہ جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا۔

احتجاج کی صدائے بازگشت ایوان اقتدار میں پہنچی، تمام سیاسی جماعتوں کی پارلیمانی جماعتوں نے اسپیکر سے ملاقات کی اور فیصلہ ہوا کہ ترمیم میں مزید ترمیم کرکے ختم نبوت کے حوالہ سے حلف واقرار کا پہلے سے موجود انتظام بحال رکھا جائے......

اللہ کا شکر ہے کہ صورت حال کا جلد ادراک کر لینے سے ملک ایک اور بڑے بحران سے بچ گیا ورنہ کسی لیت لعل کی صورت میں ملک میں خانہ جنگی کی سی کیفیت کا پیدا ہونا لازمی امر تھا......

ترمیم ہوگئی اور نئی ترمیم نے ختم نبوت کے حوالہ سے حلف نامہ کو اپنی اصل حالت میں

☆ما مضی فات، وما ذهب مات، فلا تفكر فيما مضى، فقد ذهب وانقضى.☆

واپس ثبت کر دیا......اس پورے عمل میں جس جس نے مثبت کردار ادا کیا وہ سب قابل مبارک باد ہیں اور منفی کردار والوں کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی......

اس عرصہ میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ تفریق ،نفرت ،تعصّبات اور تکفیریات کا زہر امت پاکستانیہ میں انتہائی درجہ کا ہے ......اور یہ اب صرف بین المسالک و بین المذاہب نہیں بلکہ معاشرہ کے ہر اس فرد اور فرد کے مابین ہے جو اپنی ایک رائے رکھتا ہے اور جس نے معاشرہ کو عرب ضرب المثل ۔ **حارۃ کُلّ مَن ایدہ الٰہ** ۔ کا مصداق بنا دیا ہے......جب کہ ختم نبوت جیسے مسائل سولو فلائیٹ اور نفرتوں کے بل بوتے پر حل نہیں ہوا کرتے بلکہ سب کو ساتھ لے کر چلنے سے حل ہوا کرتے ہیں ......حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب مجدد گولڑوی نے جب ختم نبوت کے مسئلہ پر قادیانی کا چیلنج قبول فرمایا تو آپ کے ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء اکٹھے ہو گئے اور سب بادشاہی مسجد لاہور کے اسٹیج پر رونق افروز تھے کسی کو اس معاملہ میں کسی سے اختلاف تھا نہ دیگر مسلکی اختلافات اس میں آڑے آئے اور انہیں زینت محفل بننے سے روکا ......

۱۹۵۳، ۱۹۵۸ میں تحریک چلی تو تمام مکاتب فکر کے علماء نے یک جماعت ہو کر مقابلہ کیا اور اللہ نے یداللہ علی الجماعۃ کا وعدہ پورا کرتے ہوئے فتح سے ہمکنار کیا۔

۱۹۷۴ء میں قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی نے تحریک ختم نبوت چلائی اور ہمیشہ کے لئے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تو سبھی مکاتب فکر کو ساتھ لے کر چلے اور اسمبلی کے اندر دیا ہران سے اتحاد کیا تو مسئلہ حل ہوا (ورنہ سات سیٹوں کے بل بوتے پر قومی اسمبلی سے اتنا بڑا کام کسی صورت نہیں کروایا جاسکتا تھا اور وہ بھی بھٹو کی اسمبلی سے)......

جب کہ ہم سولو فلائیٹ سے ناموسِ رسالت کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش میں ہیں اور مسئلہ ابھی تک جوں کا توں ہے......فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قابل غور امر ہے کہ قومی اسمبلی میں موجود پارلیمانی لیڈرز کی جس پارلیمانی کمیٹی نے اسپیکر سے ملاقات کر کے مسئلہ کے حل کی طرف متوجہ کیا اور پھر ترمیم تیار کی وہ سب کسی ایک مسلک سے متعلق تھے یا..........؟

اسمبلی کے جن اراکین نے ترمیم میں ترمیم منظور کی وہ سب کسی ایک گروہ سے تعلق رکھتے تھے یا ....؟

تو سمجھ لینا چاہئے کہ قومی نوعیت کے ملی اور مذہبی مسائل باہم نفرتوں کو پروان چڑھانے سے نہیں محبتوں کو فروغ دینے سے حل کئے جاتے ہیں ۔اور یہ محض جلسے جلوس کرنے سے حل نہیں ہوا کرتے بلکہ مقنّنہ کے اندر رہ کر یا مقنّنہ کو قائل کر کے حل کروائے جاتے ہیں، جلسے جلوس تو پریشر بلڈ اپ کرنے کے لئے ہوتے ہیں، جیسا کہ حال و ماضی کے واقعات سے ثابت ہے ۔اگر محض جلسے جلوسوں اور گھیراؤ و پڑاؤ سے مسائل حل ہوا کرتے تو آج سنی بصورت قادری صاحب مع کنٹینر برادران (عمران خان وشیخ رشید) اقتدار میں ہوتے ......

اور اگر مسائل گالم گلوچ اور بد دعاؤں سے حل ہوا کرتے تو وہ ڈی چوک میں سنی علماء کرام کی زبانوں سے نکلنے والی بڑی بڑی بد دعاؤں اور غلیظ ترین مغلظات کے نتیجہ میں حل ہو چکے ہوتے ۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ......

اللہ رب العزت کوئی صورت باہمی اتحاد کی پیدا فرمائے (آمین) ہم ان تمام اراکین پارلیمنٹ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں جنہوں نے مسئلہ کے حل کے حوالہ سے ایک رتی برابر بھی حصہ شامل کیا ہو۔اور وطن عزیز کے ان تمام باسیوں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں جو ختم نبوت کے حوالہ سے پیدا ہونے والے حالیہ مسئلہ میں سراپا احتجاج بنے اور غیرت ایمانی کا بھرپور اظہار کیا۔ ہم ان لوگوں کی پرزور مذمت کرتے ہیں جنہوں نے دانستہ ختم نبوت کے مسئلہ کو چھیڑا اور حلف نامہ، اقرار نامہ یا دیگر دستاویزات میں ایسی ردوبدل کی کوشش کی جن سے قادیانیوں کو راستہ مل سکے، اور ان کی بھی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے صورتحال کے ادراک کے بعد مسئلہ کو حل کرانے کی مثبت کوششوں کی بجائے ملک میں آگ لگانے کی کوشش کی، اور عوام کے جذبات بھڑکا کر اپنی سیاست چمکانے کے لئے اس موقع کو استعمال کرنا چاہا......اور وہ جو خاموش تماشائی بنے رہے اور ایک بیان تک نہ دیا ان کے تو ہمیں ایمان پر شک ہونے لگا ہے۔ خدانخواستہ وہ اقتدار میں آگئے تو نہ جانے کیا گل کھلائیں گے ۔اور بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے آئین سے کیا کھلواڑ کریں گے......اللہ رب العزت ہر فتنے اور شر سے محفوظ فرمائے (آمین)

☆ما مضی فات وما ذهب مات فلا تفكر فيما مضى فقد ذهب وانقضى.☆